ذمیوں کا مقام وحقوق

تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

ڈاکٹر شاکر حسین حنان
وزیٹنگ فیکلٹی ممبر شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی

Abstract

Prophet Muhammad (peace be upon him)established first democratic state at Madina and made social contracts with the people of different religions and tribes.In this ideal state rights of Muslim and non-Muslims are eqval.

This article is focused on the position and rights of Zimmis (non-Muslims of Muslim state who pay some tax).

I,in this article described the defination of Zimmis,their position and rights in detail in the light of Islam and proved that the Prophet(peace be upon him) is the blessing of Allah for the Mankind and his seerah is the role for all of us.

جناب رسول اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی اس حکومت کو دنیا کی پہلی حقیقی جمہوری حکومت ہونے کا اعزاز حاصل ہے اس ریاست میں مسلم اور غیر مسلم سب ہی آباد تھے۔اس حکومت کا منشور تحریر کیا گیا جو دنیا کا باقاعدہ پہلا تحریری معاہدہ شمار کیا جاتا ہے۔تاریخ اسلام میں یہ معاہدہ ''میثاق مدینہ'' کے نام سے مشہور ہے۔

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رقم طراز ہیں ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینے پہنچ کر ہجرت کے پہلے ہی سال یہ مناسب خیال فرمایا کہ جملہ اقوام سے ایک معاہدہ بین الاقوامی اصول پر کرلیا جائے تاکہ نسل اور مذہب کے اختلاف میں بھی قومیت کی وحدت قائم رہے اور سب کو تمدن وتہذیب میں ایک

دوسرے سے مدد واعانت ملتی رہے۔"[۱]

چنانچہ معاہدہ تحریر ہونے کے بعد مدینے کی تمام آباد قوموں نے اس پر دستخط کردیئے ،آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ گردونواح کے قبیلوں کو بھی اسی معاہدہ میں شامل کرلیا جائے۔اس امن بخش ارادہ سے نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے پہلے ہی سال ودّان تک (جو مکہ اورمدینے کے درمیان ہے)سفرفرمایا اورقبیلہ بنی حمزہ بن بکر بن عبدمناف کو اس معاہدہ میں شریک کرلیا اس عہد نامہ پرعمرو بن فحشی الضمری نے دستخط کیئے تھے۔اسی ارادہ سے ماہ ربیع الاول ۲ ہجری رسول اللہ ﷺ رضوی تشریف لے گئے اورکوہ بواط کے لوگوں کو شریک معاہدہ کرلیا۔اسی برس ماہ جمادی الآخر میں رسول اللہ ﷺ "ذی العشرہ" تشریف لے گئے اوربنو مدلج سے معاہدہ لے کر مدینہ طیبہ تشریف لائے۔اس مبارک ارادے کی تکمیل کے لیے اگر کافی وقت مل جاتا تو دنیا پرآشکار ہوجاتا کہ رحمۃ للعلمین دنیا میں تلوار چلانے کو نہیں بلکہ صلح کرنے اور امن قائم کرنے کے لیے تشریف لائے۔"[۲] لیکن مسلمانوں پرایک کے بعدایک جنگ مسلط کی گئی تو مجبوراً بطوردفاع بھرپور جواب دیا گیا اوربعض موقعوں پرفتنہ ختم کرنے کے لیے اقدامی قدم بھی اٹھانا پڑا۔

اس معاہدے کا اولین اور حقیقی مقصد یہی تھا کہ اہل مدینہ اوردیگر بستیوں اور علاقوں کے لوگ اپنے عقائد ونظریات کے مطابق آزاد شہری کی حیثیت سے امن،سکون اورآرام کے ساتھ زندگی بسرکریں۔آپ ﷺ نے تمام تر اختلافات کے باوجود اہلیان مدینہ طیبہ کو متحد فرمایا آپ نے تمام شہریوں کے ساتھ برابری کا سلوک رواں رکھا اورانہیں مساوی حقوق دیئے۔

وہ غیر مسلم جو مسلمانوں کی اطاعت قبول کرلیں اوراسلام قبول نہ کریں ایسے شہریوں کو سلطنت اسلامیہ میں ذمّی کہاجاتا ہے۔ذمّی اس لیے کہاجاتا ہے کہ سلطنت اسلامیہ ان سے جزیہ لیتی ہے اوراس کے عوض ان کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کرتی ہے یعنی ذمّی وہ ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری اسلامی سلطنت قبول کرے۔

جزیہ کی وصولی کے حوالے سے آیت قرآنی ملاحظہ کیجئے:

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ(۳)

"جنگ کرو ان لوگوں سے جونہیں ایمان لاتے اللہ پراورنہ روزِ قیامت پراورانہیں حرام سمجھتے جسے حرام کیا ہے اللہ نے اوراس کے رسول نے اورنہ قبول

کرتے ہیں سچے دین کو ان لوگوں میں سے جنہیں کتاب دی گئی ہے یہاں تک
کہ دیں وہ جزیہ اپنے ہاتھ سے اس حال میں کہ وہ مغلوب ہوں۔''[۴]

اسلام میں قتال کو فرض قرار دیا گیا ہے لیکن اس کا مقصد یہ نہیں کہ کسی کو زبردستی مسلمان بنایا جائے بلکہ سرکش لوگوں کو مجبور کرنا ہے کہ وہ سرکشی سے باز آجائیں اسلامی سلطنت کے مطیع اور اطاعت گزار ہوجائیں اپنی اطاعت گزاری کے ثبوت کے طور پر جزیہ ادا کریں تاکہ انھیں اسلامی ریاست میں مسلم شہری کے مساوی حقوق میسر آسکیں۔

جزیہ صرف اہل قتال سے ہی وصول کیا جاتا ہے اور وہ لوگ بالغ مرد اور برسرِ روزگار ہوتے ہیں۔غیر مسلم عورتوں، بچوں، معذوروں، محتاجوں اور راہبوں سے جزیہ وصول نہیں کیا جاتا۔یہ بھی یاد رہے جزیہ اسلامی ایجاد نہیں بلکہ یہ قدیم زمانے سے ہی چلا آرہا ہے۔روم اور ایران میں پہلے سے رائج تھا اور اہل عرب اس سے واقف تھے چنانچہ اسلام نے اسے رائج رکھا۔بعض صورتوں میں آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے ذمیوں کو جزیہ کی ادائیگی سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

مولانا محمد عبدالرشید نعمانیؒ جزیہ کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''جزیہ کی دو قسمیں ہیں جزیٔ صلحی اور جزیہ قہری، جو جزیہ بطور صلح متعین ہوا وہ جزیہ صلحی ہے اس کی کوئی مقدار نہیں ہوتی باہمی رضامندی سے جو طے ہوجائے وہی لیا جاتا ہے اور اس میں کمی بیشی یا تبدیلی روا نہیں ہے کیونکہ اس کو بدل ڈالنا عہد شکنی ہے۔اور جو جزیہ کافروں کے مغلوب ہوجانے کے بعد اور ان کو ان کی املاک پر قائم رکھنے کے بعد لیا جائے وہ جزیہ قہری ہے یہ جزیہ ہر کھانے والے محتاج سے جو زر وسیم کے کمانے پر قادر ہو ہر ماہ میں ایک درہم یعنی تخمیناً پانچ آنے (۵۔) مہینہ اور متوسط الحال سے جو نہ فقیر ہو نہ غنی ہو ہر ماہ میں درہم یعنی دس آنے مہینہ اور غنی کثیر المال سے ہر ماہ میں چار درہم یعنی سوا روپیہ مہینہ لیا جائے گا۔امام ابوالحسن کرخیؒ نے تصریح کی ہے کہ جو ذمی دس ہزار درہم یا زیادہ کا مالک ہو وہ غنی ہے اور جو دو سو درہم سے کم تر کا مالک ہو یا کسی چیز کا مالک نہ ہو وہ فقیر اور محتاج ہے اور امام ابوجعفر طحاویؒ نے عرف کو معتبر رکھا ہے یعنی جس کو اہل شہر غنی یا متوسط یا فقیر کہتے ہوں وہی معتبر ہے نابالغ بچے، عورت، غلام، مدبر، مکاتب، ام ولد کے لڑکے، اپاہج، اندھے اور فقیر جو کماتا نہ ہو جزیہ نہیں ہے۔''[۵]

اگر عصر حاضر میں جزیہ کی وصولی کا رواج ہوجائے اور درہم کو ہی پیمانہ بنایا جائے تو درہم کی

موجودکرنسی مارکیٹ میں جو قیمت ہوگی جزیہ کی رقم اس کے حساب سے مقرر کی جائے گی یا سلطنت اسلامیہ جزیہ کے لیے رقم مناسب سمجھے مقرر کرے گی۔الغرض ذمی قتال میں شرکت سے بری الذمہ ہوتے ہیں اور نہ ہی ان پر زکوۃ کی ادائیگی واجب ہوتی ہے اگر ذمی عہد شکنی کریں یا دشمن قوم کے لیے جاسوسی کریں تو اسلامی سلطنت کی ذمہ داری ختم ہوجاتی ہے ان کا جزیہ واپس کردیا جاتا ہے اور انھیں دشمنوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

جزیہ کی وصولی کے وقت ذمی پر تشدد کرنا جائز نہیں سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمان ہے:

من قتل معاهدا في غير كنهه حرم الله عليه الجنة(٦)

جس شخص نے معاہدہ والے شخص کو بلاوجہ قتل کردیا تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر جنت کو حرام کردے گا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ لوگوں کو بلاوجہ سزا مت دو جولوگ دنیا میں بلاوجہ دوسروں کو سزا دیتے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بھی انہی ایسا ہی سزا دے گا۔"٧۔

اسلامی ریاست میں ذمیوں کو جوحقوق حاصل ہوتے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

ریاست مدینہ میں ہرشہری کو مکمل طور پر ہرشخص کو مذہبی آزادی حاصل تھی ہر شخص اپنے مذہبی مرکز میں مذہبی رسومات ادا کرنے کا حق رکھتا تھا۔

اسلامی ریاست میں ہر مذہب کی عبادت گاہ کو مسلمانوں کی مسجد کے مساوی قرار دیا ہے جو رتبہ ومقام مسجد کو حاصل ہے وہی مقام غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کو حاصل ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوا:

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۭ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿٤٠﴾ (٨)

"اور اگر اللہ تعالیٰ بچاؤ نہ کرتا لوگوں کا انہیں ایک دوسرے سے ٹکرا کر، تو (طاقتور کی غارت گری سے) منہدم ہوجاتیں خانقاہیں اور گرجے اور کلیسے اور مسجدیں جن میں اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے۔"٩۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد شکیل اوج آیت مذکورہ کے تحت رقم طراز ہیں:

''صحابہ کرامؓ کے زمانے کی جنگوں میں بھی معبدوں کے تقدس کو مدِ نظر رکھا جاتا تھا کہ کسی راہب کی خانقاہ اور عبادت گاہ کا نقصان نہ پہنچ جائے بلکہ بعض معاہدات کی رو سے کلیساؤں کی حفاظت اور ان کی تعمیراتی دیکھ بھال کا انتظام بھی اسلامی حکومت کے ذمہ تھا۔ یہ فقط اسلام ہی کی خصوصیت ہے کہ اس نے نہ صرف سارے مذاہب کی اصلیت کو خدا کی طرف سے نازل کردہ مانا بلکہ ان کے معبدوں کے تحفظ کو بھی مسلم ریاست کے فرائض میں داخل کر دیا ہے۔''۱۰؂

یہی نہیں بلکہ ''محمد بن اسحق نے سیرۃ میں لکھا ہے کہ ساٹھ افراد پر مشتمل نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے انہیں مسجد نبوی میں ٹھہرایا اور جب ان کی نماز کا وقت ہوا تو مسجد میں ہی انہوں نے مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ اس واقعہ سے آنحضرت ﷺ کی وسعت قلبی روشن خیالی اور اعتدال پسندی کا اندازہ ہوتا ہے۔ کیا یہ وسعت قلبی کسی مذہبی پیشوا کے ہاں دیکھی جاسکتی ہے؟''۱۱؂

اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو زبردستی مسلمان نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (۱۲)

''نہیں ہے کوئی زبردستی دین میں۔''

اور فرمایا

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ (۱۳)

''تمہارے لیے تمہارا دین میرے لیے میرا دین۔'' اور فرمایا:

قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ لا فَاعْبُدُوْا مَاشِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ (۱۴)

''فرمایئے اللہ کی ہی میں عبادت کرتا ہوں خالص کرتے ہوئے اس کے لیے اپنے دین کو۔ پس تم عبادت کرو جس کی چاہو اس کے سوا۔''۱۵؂

اور فرمایا:

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ قف فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (۱۶)

''اور فرمایئے حق تمہارے رب کی طرف سے ہے پس جس کا جی چاہے وہ ایمان

لے آئے اور جس کا جی چاہے کفر کرتا ہے۔''۱۷۔

اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے قانون اور اپنی کتاب کی روشنی میں مقدمات کے فیصلے کرا سکتے ہیں۔اسلامی شریعت زبردستی ان پر نافذ نہیں ہو سکتی۔اسلامی شریعت میں جو امور جائز یا ناجائز ہیں ان کا اطلاق صرف اور صرف مسلمانوں پر ہوگا۔غیر مسلموں کے ہاں جو چیز جائز ہوگی تو ان کے لیے ان چیزوں کو جائز قرار دیا جائے گا۔خلفائے راشدین اور ان کے بعد تمام ادوار میں اسلامی حکومتوں کا یہی معمول رہا ہے۔

قرآن کریم میں انجیل مقدس کے حوالے سے ارشاد ہوا:

وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنْجِيلِ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ (۱۸)

''اور ضرور فیصلہ کیا کریں انجیل والے اس کے مطابق جو نازل فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس میں۔''۱۹۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے آپ ﷺ کو اختیار دیا تھا کہ آپ کے پاس اہل کتاب (یہود) فیصلہ کرانے حاضر ہوں تو آپ کو اختیار ہے کہ آپ چاہیں تو فیصلہ کریں اور چاہیں تو فیصلہ نہ فرمائیں اگر فیصلہ کریں تو عدل کے ساتھ فیصلہ فرمائیں۔۲۰۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ''ہجرت کے بعد یہودیوں میں سے کوئی زنا کاری کے جرم میں پکڑا گیا۔انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور فیصلہ کیا کہ محمد (ﷺ) کے پاس چلیں۔چنانچہ وہ لوگ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ذکر کیا کہ ہمارے ایک مرد عورت نے بدکاری کی ہے۔آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:''توریت میں کیا لکھا ہے؟ جب توریت پیش کی گئی تو اس میں سنگسار کرنے کی آیت موجود تھی۔پھر حضور ﷺ کے حکم سے انھیں سنگسار کر دیا گیا۔''۲۱۔

علامہ شبلی نعمانیؒ کے مطابق یہ واقعہ ۴ ہجری کا ہے ۲۲۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ''یہودیوں کے دو گروہ تھے ایک غالب تھا اور دوسرا مغلوب،ان کی آپس میں اس بات پر صلح ہوئی تھی کہ غالب ذی عزت فرقے کو کوئی شخص اگر مغلوب ذلیل فرقے کے کسی شخص کو قتل کر ڈالے تو پچاس وسق دیت دے اور ذلیل لوگوں میں سے کوئی عزیز شخص کو قتل کر دے تو ایک سو وسق دیت دے۔یہی رواج ان میں چلا آ رہا تھا۔جب حضور مدینے میں آئے اس کے بعد ایک واقعہ ایسا ہوا کہ ان نیچے والے یہودیوں میں سے کسی نے کسی اونچے یہودی کو مار ڈالا یہاں سے آدمی گیا کہ لاؤ سو وسق دلواؤ۔وہاں سے جواب ملا کہ یہ صریح ناانصافی ہے کہ ہم دونوں ایک ہی قبیلے کے

ایک ہی دین کے ایک ہی نسب کے ایک ہی شہر کے پھر ہماری دیت کم اور تمہاری زیادہ ہم چوں کہ اب تک تمہارے سے دبے ہوئے تھے اس ناانصافی کو بادلِ نخواستہ برداشت کرتے رہے لیکن اب جب کہ حضرت محمد ﷺ جیسے عادل بادشاہ یہاں آگئے ہیں ہم تمہیں اتنی ہی دیت دیں گے جتنی تم ہمیں دو، اس بات پر اِدھر اُدھر سے آستینیں چڑھ گئیں پھر آپس میں یہ بات طے ہوئی کہ اچھا اس جھگڑے کا فیصلہ رسولِ خدا ﷺ کو سونپ دیا جائے۔

روایت میں ہے کہ یہ دونو قبیلے بنونضیر اور بنوقریظہ تھے۔ بنونضیر کی پوری دیت تھی اور بنوقریظہ کی آدھی۔ حضور ﷺ نے دونوں کی دیت برابر یکساں دینے کا فیصلہ صادر فرمایا'' ۲۳۔

اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو شخصی معاملات میں آزاد رکھا گیا ہے البتہ بعض ایسے معاملات اور تنازعات جن کا تعلق مسلم اور غیر مسلم دونوں سے ہو ایسے امور کے بارے میں قرآنی تعلیم یہ ہے کہ حق وانصاف کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے، مسلم اور غیر مسلم کی تمیز سے پرہیز کیا جائے۔

وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ (۲۴)

''اور جب بھی فیصلہ کرو لوگوں کے درمیان تو فیصلہ کرو انصاف سے''۔ ۲۵۔

اور فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۟ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۸ (۲۶)

''اے ایمان والو! ہو جاؤ مضبوطی سے قائم رہنے والے اللہ کے لیے گواہی دینے والے انصاف کے ساتھ۔ اور ہر گز نہ اُکسائے تمہیں کسی قوم کی عداوت اس پر کہ تم عدل نہ کرو، عدل کیا کرو یہی زیادہ نزدیک ہے تقویٰ سے اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے بیشک اللہ تعالیٰ خوب خبردار ہے جو کچھ تم کرتے ہو'' ۲۷۔

علماءِ تفسیر وحدیث نے یہ واقعہ ذکر کیا ہے کہ ایک یہودی اور ایک منافق کے درمیان جو اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا کرتا تھا تنازعہ ہوگیا۔ وہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس منافق کے دل میں چور تھا، یہودی حق پر تھا فیصلہ بھی اسی کے حق میں ہوا۔ منافق کو پسند نہ آیا۔ وہ یہودی کو لے کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس گیا وہاں سے بھی وہی حکم ملا، لیکن اس کو بھی تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوا، آخر دل میں سوچا کہ یہ یہودی ہے عمرؓ کے پاس چلیں وہ یقیناً میرے اسلام کا پاس کرتے ہوئے میرے حق میں فیصلہ دیں گے۔ اس نے یہودی کو رضامند کرلیا، جب وہاں پہنچے تو یہودی

نے عرض کی کہ پہلے حضور ﷺ اور ابوبکرؓ اس مقدمہ کا فیصلہ میرے حق میں کر چکے ہیں، اب یہ مجھے آپ کے پاس لایا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا۔ میرے واپس آنے تک ٹھہرو۔ چنانچہ آپ گھر تشریف لے گئے۔ تلوار بے نیام کیئے واپس آئے اور اس منافق کا سر قلم کر دیا اور فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتا میں اس کا یوں فیصلہ کیا کرتا ہوں ۲۸۔ اس واقعہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ عدل کے معاملے میں اسلام کی نظر میں رشتے داری، مذہب اور قومیت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ جو حق پر ہوگا اس کے ہی حق میں فیصلہ ہوگا یہی قانونِ الٰہی ہے قانون کی نظر میں مسلم اور غیر مسلم سب برابر ہیں۔

انصاف کا تقاضا ہے کہ ہر شخص کے ساتھ اس کی حیثیت کے مطابق معاملات طے کیئے جائیں۔ جو لوگ مسلمانوں کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو اسلام انھیں اسلامی معاشرے سے جدا نہیں کرتا اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو اچھوت قرار نہیں دیا جاتا۔ اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ تمام انسان آدمؑ کی اولاد ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا (۲۹)

''اے لوگوں ہم نے پیدا کیا تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے اور تمھیں بنا دیا شاخیں اور قبائل تاکہ تم آپس میں پہچان سکو۔''

چنانچہ اسلامی معاشرے میں مسلم اور غیر مسلم ایک ساتھ رہتے ہیں کام کاج کرتے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ لین دین کے معاملات بھی ہوتے ہیں۔ کھانے پینے کے مواقع بھی حاصل ہوتے ہیں۔ اگر ایک دوسرے کے ساتھ کھانے پینے سے اعتراض کیا جائے گا تو لوگ ایک دوسرے کے قریب نہیں ہو سکتے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے غیر مسلموں کی پاکیزہ اشیاء اور طعام سے مسلمانوں کو فائدہ حاصل کرنے کی اجازت دی ہے اور مسلمانوں کے طعام سے اہل کتاب کو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۔۔۔۔۔۔ الخ (۳۰)

''آج حلال کر دی گئیں تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں اور کھانا اُن لوگوں کا جنہیں دی گئی کتاب، حلال ہے تمہارے لیے اور تمہارا کھانا حلال ہے ان کے لیے۔''۳۱۔

ڈاکٹر ادوج آیت مذکورہ کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: ''اسلام اہل کتاب

کے ذبیحہ کو جائز اور حلال قرار دیتا ہے اور مسلمانوں کے طعام کو ان کے لیے اور ان کے طعام کو مسلمانوں کے لیے حلال وجائز کرتا ہے۔ یہ حکم اسلامی معاشرے میں باہمی رواداری اور الفت ومحبت کا داعی ہے اور اس کی علامت بھی۔ ۳۳؎

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں: ''جیسے آج دینِ کامل تم کو دیا گیا دنیا کی تمام پاکیزہ نعمتیں بھی تمہارے لیے دائمی طور پر حلال کر دی گئیں جو کبھی منسوخ نہ ہوں گی یہاں طعام (کھانے) سے مراد ذبیحہ ہے یعنی کوئی یہودی یا نصرانی اگر حلال جانور ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام نہ لے تو اس کا کھانا مسلمان کو حلال ہے۔'' ۳۴؎

مطلب یہ ہے کہ خنزیر کا گوشت یا غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا جانور اور شراب وغیرہ حلال نہیں صرف پاک اور حلال اور اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیا گیا حلال جانور کا گوشت حلال ہے اس کے علاوہ حلال مشروبات، پھل، میوہ جات، سبزیاں وغیرہ سب جائز اور حلال ہیں۔ ان کی چیزیں ہمارے لیے حلال ہیں اور ہمارے طعام ان کے لیے حلال ہے اسی طرح ایک دوسرے کے برتن، کپڑے اور برتنے کی چیزیں سب حلال اور جائز ہیں۔

آیت مذکورہ کے اگلے حصے میں ارشاد ہوا:

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ......الخ۔(۳۴)

''اور حلال ہیں تم کو پاک دامن عورتیں مسلمان اور پاک دامن عورتیں ان میں سے جن کو دی گئی کتاب۔'' ۳۵؎

ڈاکٹر اوج آیت مذکورہ کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''اسی طرح اسلام اہل کتاب کی عورتوں کو منکوحہ بنانے کی بھی اجازت دیتا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ مسلمان ہوں یا اپنے مذہب پر رہیں۔ کیا اس سے زیادہ کشادہ دلی اور روشن خیالی کسی کے حاشیۂ خیال میں بھی آسکتی ہے واضح ہو کہ بیویاں بفوائے قرآن کریم، اپنے شوہروں کی محبت وغمگساری کا مورد ہوتی ہے[وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً] (الروم:۲۱) اور تمہارے اس رشتہ کے مابین اس نے محبت وہمدردی پیدا کی۔ گویا مسلمان جب اہل کتاب عورتوں سے نکاح کرے گا تو لامحالہ اس سے محبت بھی کرے گا جو قرآن کریم کو مطلوب ہے اور اس طرح یہ نکاح دشمن اقوام سے اتحاد محبت کا ذریعہ بن جائے گا۔'' ۳۶؎

الغرض اسلام نے اپنے پیروکاروں کو اہل کتاب کی پاک دامن عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت دی ہے۔حضور اکرم ﷺ نے بھی اہل کتاب یعنی یہود ونصاری کی خواتین سے نکاح فرمایا ۔جس کے دوررس نتائج برآمد ہوئے یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ایک مسلمان خاتون ''امّ حبیبہ'' جو حبشہ میں قیام پذیر تھیں ان کے پہلے شوہر عبید اللہ بن جحش جنھوں نے نصرانی مذہب اختیار کرلیا تھا اور شراب نوشی کی حالت میں ہی دنیا سے چل بسا، امّ حبیبہؓ اپنے اسلام پر استقامت کے ساتھ ثابت قدم رہیں۔جب حضور ﷺ کو ان کی حالت معلوم ہوئی تو آپ نے ان کی دلجوئی کے لیے حضرت عمرو بن امیہؓ کو نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس بھیجا اور خط لکھا کہ تم میرے وکیل بن کر امّ حبیبہؓ کے ساتھ میرا نکاح کردو۔نجاشی نے اپنی ایک لونڈی کو حضرت امّ حبیبہؓ کے پاس بھیجا اور رسول اللہ ﷺ کے پیغام کی خبر دی۔آپ اس پیغام کو سن کر خوش ہوئیں اور اپنے ماموں کے بیٹے حضرت خالد بن سعیدؓ کو اپنے نکاح کا وکیل بنا کر نجاشی کے پاس بھیجا،نجاشی نے اپنے محل میں نکاح کی مجلس منعقد کی ان کا نکاح حضور ﷺ سے کردیا اور چارسو دینار اپنے پاس سے مہر ادا کیا۔نجاشی نے دربار میں موجود اصحاب رسول کی دعوت کی تمام اصحاب نے سیر ہو کر کھانا کھایا ۳۷۔

اس واقعہ سے بھی مسلم معاشرے کا حسن نکھر کر سامنے آتا ہے اسلام کی اعتدال پسندی روشن خیال ،وسعت نظری اور اہل کتاب وغیر مسلموں سے دوستی اور اس کی نوعیت دنیا کے سامنے آشکار ہوجاتی ہے کیا کوئی مذہب ہے جو ایسی مثال پیش کر سکے؟ جب شاہِ حبشہ مسلمانوں کے ساتھ اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کر رہے ہیں تو یقیناً رسول اللہ ﷺ نے بھی سلطنتِ اسلامیہ میں غیر مسلموں اور اہل کتاب کے ساتھ حسن اخلاق کا اعلیٰ مظاہرہ فرمایا ہوگا۔مسلمانوں کو دہشت گرد اور اسلام کو دہشت گرد مذہب قرار دینے والے غور فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے حکم دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَۨا (۳۸)

''اور خدا ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ داروں، ہمسایوں اور رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں

سب کے ساتھ احسان کرو کہ خدا (احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے
اور) تکبر کرنے والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔" ۳۹

آیت مذکورہ میں مختلف لوگوں کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا گیا ہے مثلاً والدین، والدین مسلم بھی ہوسکتے ہیں اور غیر مسلم بھی، رشتہ دار، رشتہ دار مسلم بھی ہوسکتے ہیں اور غیر مسلم بھی، مسکین، مسکین مسلم بھی ہوسکتا ہے اور غیر مسلم بھی، قرابت دار پڑوسی مسلمان بھی ہوسکتا ہے اور غیر مسلم بھی، اجنبی پڑوسی مسلمان بھی ہوسکتا ہے اور غیر مسلم بھی، مسافر اور ماتحت لوگ مسلم بھی ہوسکتے ہیں غیر مسلم بھی، سب کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم موجود ہے، جو ضرورت مند ہے اس کی ضرورت پوری کی جائے، جو بھوکا ہے اس کو کھانا دیا جائے، جو قرض دار ہے اس کے ساتھ نرمی کی جائے، جو بیمار ہے اس کی پرسی کی جائے، جو غائب ہے اس کے مال اور اس کی عزت کی حفاظت کی جائے۔ مرجائے تو تکریم انسانیت اس کی تدفین کا انتظام کیا جائے، ان تمام امور کے بارے میں قرآن کریم، تفاسیر، احادیث، تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ ان اخلاق حسنہ کی تعریف فضیلت، اہمیت، احکامات، اور اجر وثواب کا ذکر کیا گیا ہے اور ظلم کرنے کی صورت میں تنبیہ، اور عذاب وعتاب کی وعید سنائی گئی ہے۔

اسلام میں پڑوسی کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں ان میں تیسری قسم غیر مسلم پڑوسی ہے جس کا ایک حق رکھا گیا ہے۔ روایات میں پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم اور ان پر ظلم کرنے سے منع گیا ہے۔ اسلام میں یہ حکم بھی موجود ہے کہ اگر آپ اپنی جائیداد فروخت کر رہے ہیں تو پہلے اپنے پڑوسی سے معلوم کرلیں اگر اس کو ضرورت ہو تو اس کے ہاتھ فروخت کردیں۔

اسلامی معاشرے میں بغیر اجازت کسی کے گھر جانا منع ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوا:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٧﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿٢٨﴾ (۴۰)

"مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے (لوگوں کے) گھروں میں گھر والوں سے اجازت لیے اور ان کو سلام کیے بغیر داخل نہ ہوا کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (اور ہم یہ نصیحت اس لیے کرتے ہیں) شاید تم یاد رکھو، اگر تم گھر میں کسی کو موجود نہ پاؤ تو جب تک تم کو اجازت نہ دی جائے اس میں مت داخل ہو

اور اگر یہ کہا جائے کہ (اس وقت) لوٹ جاؤ تو لوٹ جایا کرو یہ تمہارے لیے
بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام تم کرتے ہو خدا سب جانتا ہے۔"(۴۱)

آیاتِ مذکورہ میں اگرچہ مخاطب اہل ایمان ہیں لیکن یہ حکم اسلامی ریاست میں رہنے والے تمام انسانوں کے لیے ایک قانون کی حیثیت رکھتا ہے کوئی شخص کسی غیر کے گھر میں بغیر اجازت داخل نہیں ہوسکتا گھر کا مالک مسلم ہو یا غیر مسلم اس کی اجازت ضروری ہے۔

اسلامی معاشرے میں اجازت کے بغیر اور ناجائز طریقے سے کسی کا مال کھانا جائز نہیں، مال کا مالک مسلم ہو یا غیر مسلم۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَا تَأْكُلُوٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ(۴۲)

"اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا باطل طریقے سے۔"

اس سے مراد یہ ہے کہ ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقوں چوری، ڈاکہ زنی، رشوت، جھوٹ، ربا، خیانت اور دھوکہ کے ذریعے سے نہ ہتھیالو۔ یہ عام حکم ہے اس میں بھی مسلم اور غیر مسلم کی کوئی قید نہیں اسلامی معاشرے میں ناجائز طریقے سے ایک دوسرے کا مال کھانا، جائیداد پر قبضہ کرنا، اغوا برائے تاوان وصول کرنا، جھوٹی گواہی دینا، بھتہ لینا، بم دھماکہ کرنا اور لوگوں کو قتل کر کے رقم وصول کرنا ممنوع، حرام اور گناہ کبیرہ ہیں۔ اسلامی ریاست میں کوئی بھی، مسلم یا غیر مسلم کی جائیداد اور مال ودولت پر قابض نہیں ہوسکتا جرم ثابت ہونے پر اس کے خلاف سخت کاروائی کا حکم ہے۔

اسلامی ریاست میں برائی اور بے حیائی کا پرچار ممنوع ہے اللہ تعالیٰ نے اسلامی ریاست کے قیام کے مقاصد میں ایک مقصد برائی سے بچنا اور دوسروں کو بچنا بھی بیان فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ
وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ(۴۳)

"یہ وہ لوگ ہیں (اہل ایمان) جب ہم انھیں زمین میں حکومت دیتے ہیں تو یہ صلوٰۃ اور زکوۃ کا نظام نافذ کرتے ہیں اور نیکی کا حکم دیتے اور برے کاموں سے منع کرتے ہیں۔"

اور فرمایا:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اَنۡ تَعۡتَدُوۡا ۘ وَتَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰى‌ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ‌ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ (۴۴)

''اورلوگوں کی دشمنی اس وجہ سے کہ انہوں نے تم کوعزت والی مسجد سے روکا تھا تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان پرزیادتی کرنے لگو اور (دیکھو) نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں مدد نہ کیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو۔''۴۵ ۔

ان آیات میں اہل ایمان کو گناہ ظلم وزیادتی کے کاموں سے روکا گیا ہے۔اسلامی معاشرے میں بدکاری کے پرچار کو بھی ممنوع قرار دیا گیا ہے پہلے بدکاری کے قریب جانے سے روکا ۴۶ ۔اور پھراس فعل بد کی مذمت اوراس کی سزا تجویز فرمائی ۴۷ ۔

اگر اسلامی ریاست میں کوئی کسی پر بدکاری کا الزام لگاتا ہے تو اس کے لیے لازم ہے کہ وہ چار گواہ پیش کرے اگر اس نے چار گواہ پیش نہ کیئے تو ایسے شخص کے لیے بھی قرآن کریم نے سزا مقرر کی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيۡنَ يَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ ثُمَّ لَمۡ يَاۡتُوۡا بِاَرۡبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجۡلِدُوۡهُمۡ ثَمٰنِيۡنَ جَلۡدَةً وَّلَا تَقۡبَلُوۡا لَهُمۡ شَهَادَةً اَبَدًا‌ ۚ وَاُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ۙ‏ (۴۸)

''جولوگ پرہیزگار عورتوں کو بدکاری کا الزام لگائیں اوراس پر چار گواہ نہ لائیں توان کو اسی 80 درے مارو اور کبھی ان کی شہادت قبول نہ کرو اور یہی بدکردار ہیں۔''۴۹ ۔

اگر کوئی شخص کسی کو بدکاری کرتے دیکھے اوراس کے پاس اس فعل قبیح کے چار گواہ موجود نہ ہوں تو اس کو چاہیے کہ اپنی زبان بند رکھے اسلامی معاشرے میں برائی کا پرچار نہ کرے اوراس امر کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردے اگر لڑائی جھگڑے یا قتل کا خوف نہ ہو تو احسن طریقے سے برائی کو روکنے کی کوشش کرے ورنہ دل میں براجانیں یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

اسلامی ریاست کا شہری مسلم ہو یا غیر مسلم کسی پر بدکاری کی تہمت لگانا جائز نہیں اوراگر بدکاری کا واقعہ سچ بھی ہو تو اس کے لیے چار گواہ لازم ہیں جب کہ زنا بالجبر کی سزا سخت سے سخت دی جائے گی قاضی جو چاہے سزا مقرر کرے۔جیسا کہ قرآن کریم میں فتنہ پرور اور شدت پسند لوگوں کے لیے مختلف نوعیت کی سزاؤں کا ذکر ہے۔ ۵۰ ۔ زنا بالجبر میں قرائنی شہادتوں کی بڑی اہمیت ہے مظلوم کے ظاہری

حلیہ اور طبی معائنہ سے بھی جرم کی شناخت ہو سکتی ہے۔ سورۂ یوسف میں سیدنا یوسفؑ کی قمیض کو بار بار قرائنی شہادت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

ہم خصوصی طور پر ذمیوں کی بات کر رہے ہیں کہ اسلامی ریاست نے ان سے جزیہ لے کر اُن کی جان، مال اور عزت کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کی اس وجہ سے ان ذمیوں کی حیثیت مسلم شہریوں کے مساوی قرار پائی۔

اللہ تعالیٰ نے ایک مسلم شہری کی دیت کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَأً ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا (۵۱)

''اور نہیں (جائز) کسی مومن کے لیے کہ قتل کرے کسی مومن کو مگر غلطی سے اور جس نے قتل کیا کسی مومن کو غلطی سے تو (اس کی سزا یہ ہے کہ) آزاد کرے مسلمان غلام اور خون بہا ادا کرے مقتول کے گھر والوں کو مگر یہ کہ وہ خود ہی (خون بہا) معاف کر دیں۔'' ۵۲۔

اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک ذمی/ یا جس قوم سے معاہدہ ہوا ہے اس کی دیت کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

وَ اِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۫ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ (۵۳)

''اور اگر مقتول اس قوم سے ہو کہ ہو چکا ہے تمہارے درمیان اور ان کے درمیان معاہدہ تو (قاتل) خون بہا دے دے اس کے گھر والوں کو اور آزاد کرے ایک مسلمان غلام تو جو شخص غلام نہ پا سکے تو روزے رکھے دو ماہ لگاتار (اس گناہ کی) توبہ اللہ کی طرف سے (یہی مقرر ہے)'' ۵۴۔

تفسیر ضیاء القرآن میں ہے کہ ''اگر مقتول اس قوم کا فرد ہو جس کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ اس صورت میں قاتل مسلمان غلام آزاد کرے اور مقتول کے ورثاء کو دیت ادا کرے۔ ذمی یعنی اسلامی حکومت کی غیر مسلم رعایا کا بھی یہی حکم ہے۔ مسلم، کافر، مجوسی وغیرہ سب کی دیت یکساں ہے یعنی سو 100 اونٹ۔ و بہ قال ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۵۵۔

آیت مذکورہ (النساء/ ۹۲) سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست میں مسلم اور ذمی دونوں کے خون کی قیمت یکساں ہے۔

سنن ابوداؤد میں ہے کہ ''ذمی کا خون اہل اسلام کے برابر ہے اور ایک کافر کے بدلے کسی مسلمان اور ذمی کو قتل نہیں کیا جا سکتا۔'' ۵۶۔

قصاص کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ۖ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ۖ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ ۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاۗءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ۖ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۖ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

(۵۷)

''اے ایمان والو! تم پر قصاص فرض کیا گیا قتل کا بدلہ، آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت اور اگر قاتل کو بھائی (مقتول کے وارث) معاف کر دے معروف طریقے سے خوش اسلوبی کے ساتھ یہ آسانی اور رحمت ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو اس کے بعد زیادتی کرے اس کے لیے دردناک عذاب ہے قصاص میں زندگی ہے اے عقل مندو! تاکہ تم پرہیز کر سکو (قتل کرنے سے)۔''

اس میں مسلم، ذمی اور کافر کی تخصیص نہیں سابقہ اُمتوں کو بھی یہی حکم دیا گیا تھا جیسا کہ ارشاد ہوا:

كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا (۵۸)

''اور ہم نے لکھ دیا بنی اسرائیل پر کہ جس نے کسی کو قتل کیا بغیر کسی قتل کے تو گویا اس نے قتل کر ڈالا تمام انسانوں کو''

اور فرمایا:

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۔۔۔ الخ (۵۹)

''اور ہم نے لکھ دیا تھا (تورات میں) جان کے بدلے جان۔''

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ(۶۰)

''اور قتل نہ کرو اس جان کو جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے سوائے حق کے ساتھ (قتل کے بدلہ میں) اور جو شخص قتل ہوا ظلم سے تو ہم نے اس کے وارث کو اختیار دیا ہے کہ زیادتی نہ کرتے ہوئے قتل کا بدلہ لے۔''

آیت مذکورہ میں بھی انسانی جان کی حرمت بغیر مسلم وغیر مسلم کی تخصیص کے بیان کی جارہی ہے۔ الغرض تمام انسانوں کے خون کی قیمت برابر ہے اور اللہ تعالیٰ نے ناحق قتل کرنے کا حرام قرار دیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے پہلی اسلامی ریاست قائم کی جو درحقیقت دنیا کی پہلی حقیقی جمہوری حکومت تھی۔ امور سلطنت ادا فرمانے کے لیے آپ نے جو سب سے پہلا احسان فرمایا وہ مختلف مذاہب اور قبائل کے درمیان معاہدات کا قیام تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی اس حکمت عملی سے تمام لوگوں کو جن سے معاہدات ہوئے تھے مدینہ طیبہ کا شہری قرار دیا۔ مدینہ طیبہ کے تمام شہری مسلم ہوں یا غیر مسلم تمام کو مساوی حقوق عطا فرمائے آپ ﷺ نے ذمیوں کا مقام اور ان کے حقوق تعین فرمایا۔ عصر حاضر میں آپ ﷺ کی سیرت طیبہ پر عمل پیرا ہو کر دنیا کو ایک بار پھر جہالت، غربت، نفرت، عصبیت اور مذہبی انتہا پسندی کے اندھیروں سے نکالا جا سکتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ منصور پوری، محمد سلیمان سلمان، رحمة للعالمین (کراچی، دارالاشاعت، ۱۴۱۱ھ) جلد اول، ص ۱۱۱

۲۔ ایضاً، ص ۱۱۱۔۱۱۲

۳۔ التوبۃ/۲۹

۴۔ محمد کرم شاہ، جمال القرآن (لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، نومبر ۱۹۸۶ء) ترجمہ آیت مذکورہ

۵۔ نعمانی، محمد عبدالرشید، لغات القرآن (کراچی، دارالاشاعت، ۱۹۹۴ء) جلد اول، حصہ دوم، ص ۲۴۵۔۲۴۶

۶۔ ابو داؤد۔ کتاب الجہاد، (لاہور، مکتبۃ العلم، س۔ن) باب فی الوفاء للمعاهد وحرمة ذمة ۹۸۷، ص ۴۴۴

۷۔ ابو داؤد۔ کتاب الجہاد، باب فی التشدید فی جبایة الجزیة ۱۲۷۱۔ ص ۵۸۳

۸۔ الحج/۴۰
۹۔ جمال القرآن، ترجمہ آیت مذکورہ
۱۰۔ اوج، ڈاکٹر محمد شکیل، صاحب قرآن (کراچی، مسند سیرت، جامعہ کراچی، اپریل ۲۰۱۳ء) ص ۴۹ اور ۸۷
۱۱۔ ایضاً، ص ۵۰
۱۲۔ البقرہ/۲۵۶
۱۳۔ الکافرون/۶
۱۴۔ الزمر/ ۱۴۔۱۵
۱۵۔ جمال القرآن، ترجمہ آیت مذکورہ
۱۶۔ الکہف/۲۹
۱۷۔ جمال القرآن، ترجمہ آیت مذکورہ
۱۸۔ المائدہ/۴۷
۱۹۔ جمال القرآن، ترجمہ آیت مذکورہ
۲۰۔ ملاحظہ فرمائیں سورۃ المائدہ/ ۴۲
۲۱۔ تفسیر ابن کثیر اردو (کراچی، نور محمد کارخانہ تجارتِ کتب) جلد اول، پارہ ۶، ص ۹۹
۲۲۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی (لاہور، عالمین پبلی کیشنز، ۱۹۸۱ء) جلد اول، ص ۳۹۴
۲۳۔ تفسیر ابن کثیر، جلد اول، پارہ ۶، ص ۱۰۲
۲۴۔ النساء/۵۸
۲۵۔ جمال القرآن، ترجمہ آیت مذکورہ
۲۶۔ المائدہ/۸
۲۷۔ جمال القرآن، ترجمہ آیت مذکورہ
۲۸۔ محمد کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن (لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۳۹۵ھ) جلد اول، ص ۳۵۷
۲۹۔ الحجرات/ ۱۳
۳۰۔ المائدۃ/۵
۳۱۔ جمال القرآن، ترجمہ آیت مذکورہ
۳۲۔ صاحب قرآن، ص ۵۱۔۵۲
۳۳۔ عثمانی، شبیر احمد، تفسیر عثمانی (لاہور، پاک کمپنی، ۲۰۰۳ء) ص ۱۴۲
۳۴۔ المائدۃ/۵
۳۵۔ مولانا محمود الحسن، قرآن حکیم مترجم (لاہور، پاک کمپنی، ۲۰۰۳ء) ص ۱۴۱
۳۶۔ صاحب قرآن، ص ۵۲

۳۷۔ اعظمی، عبدالمصطفیٰ، سیرت مصطفیٰ (لاہور، فرید بک اسٹال، ۱۳۶۹ھ) ص ۵۲۱۔۵۲۳

۳۸۔ النساء/۳۶

۳۹۔ جالندھری، فتح محمد، قرآن حکیم مترجم (کراچی، فیروز ہ ھاشم فاؤنڈیشن ۲۰۰۳ء) ترجمہ آیت مذکورہ

۴۰۔ نور/۲۷۔۲۸

۴۱۔ ترجمہ فتح محمد جالندھری

۴۲۔ البقرہ/۱۸۸

۴۳۔ الحج/۴۱

۴۴۔ المائدۃ/۲

۴۵۔ ترجمہ فتح محمد جالندھری

۴۶۔ ملاحظہ فرمائیں، سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۳۲

۴۷۔ ملاحظہ فرمائیں، سورۃ النور آیت نمبر ۲

۴۸۔ النور/۴

۴۹۔ ترجمہ فتح محمد جالندھری

۵۰۔ المائدہ/ ۳۳

۵۱۔ النساء/۹۲

۵۲۔ جمال القرآن، ترجمہ آیت مذکورہ

۵۳۔ النساء/۹۲

۵۴۔ جمال القرآن، ترجمہ آیت مذکورہ

۵۵۔ ضیاء القرآن، جلد اول، ص ۳۷۸

۵۶۔ سنن ابوداؤد، (لاهور ،مکتبة العلم ،س ـن)باب فی السرية تردعلی اهل العسکر، ۹۷۸، ص ۴۳۹۔۴۴۰

۵۷۔ البقرہ/۱۷۸۔۱۷۹

۵۸۔ المائدہ/ ۳۲

۵۹۔ المائدہ/ ۴۵

۶۰۔ بنی اسرآئیل/ ۳۳